انتقاد کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہے

انتقاد

۱۔ بیمہ زندگی : از مفتی پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

و از مولانا محمد ولی حسن صاحب مفتی مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی

۲۔ پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ : مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

شائع کردہ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی ۱۳۸۹ھ

دونوں رسالے برائے تبصرہ ماہ رواں میں موصول ہوئے۔ دونوں رسالے نہایت اہم اور فی زمانہ اختلافی مسائل کے حامل ہیں۔ دونوں رسالوں کی اہمیت اور توثیق کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کا اسم گرامی کافی ہے۔ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی کا لوگوں کو شکر گزار ہونا چاہیئے کہ ایسے ضروری اور اہم مسائل کی طرف مجلس نے توجہ کی اور علمائے امت کی طرف سے عوام کی رہنمائی کا فریضہ ایک گونہ ادا کرنے کی کوشش کی۔ یہ رسالے درحقیقت دو استفتاء کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔

پہلا رسالہ مولانا محمد اسحاق سندیلوی کنوینر مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ کے سوالنامہ متعلق "انشورنس" کے جواب میں معرض تحریر میں آیا ہے۔ سوالنامے میں بیمہ کی حقیقت، بیمہ کمپنی کے مقصد، بیمہ کی تینوں قسموں ——— (الف) زندگی کا بیمہ (ب) املاک کا بیمہ (ج) ذمہ داری کا بیمہ۔ نیز بیمہ کے مصالح اور مفاسد کی وضاحت کے بعد بارہ سوالات کئے گئے ہیں جن کا لب لباب حسب ذیل ہے:۔

۱۔ ۲۔ بیمہ کمپنی کے منافع کی رقم کو ربا کہنا صحیح ہے یا نہیں، کیا ربا کی صورت میں جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟

۳۔ بیمہ کے تینوں قسموں کا حکم ایک ہے یا کیا؟

۴۔ معاملہ کی یہ شرط کہ بیمہ شدہ کے ایک خاص مدت میں تلف ہونے پر اتنی رقم اور بعد میں تلف ہونے پر ایک دوسری رقم ادا کی جائے گی اس معاملہ کو قمار کے حدود میں داخل کرتی ہے یا نہیں۔

۵۔ قمار یا غرر کی صورت میں کیا جواز کی کوئی گنجائش ہو سکتی ہے؟

۶۔ بیمہ دار اپنی اصل رقم پر قناعت کرے تو کیا یہ معاملہ جائز ہو سکتا ہے؟

اخبار

غیر ملکی دانش وروں کا ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں ورود

ترکی اور امریکہ سے 'عالمی امن' کے مذاکرے میں شمولیت کرنے والے معروف دانش ور ۱۹ راگست کو ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں تشریف لائے۔ یہ انقرہ یونیورسٹی کے پروفیسر ارحام دوزگان (ORHAN DUZGUNES) اور پروفیسر جمہور فرمان (JUMHUR FERMAN) اور کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر ہاورڈ رِگم (HOWARD WRIGGIM) تھے۔ ان کے ہمراہ سندھ یونیورسٹی کے ڈاکٹر نیاز الحق خان اور کراچی یونیورسٹی کے ڈاکٹر منظور الدین احمد بھی تشریف لائے تھے۔

جناب ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی ڈائرکٹر ادارہ نے معزز پروفیسروں کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے معزز مہمانوں کے سامنے ادارے کے کئی منصوبوں (PROJECTS) کی وضاحت فرمائی۔ اور ادارے کے دانش ور جن موضوعات پر اس وقت کام کر رہے ہیں ان پر روشنی ڈالی۔ مہمانوں کو ادارے کے مختلف حصے بھی دکھائے گئے۔

بعد ازاں معزز مہمانوں کی خدمت میں ادارے کی مطبوعات کا ایک ایک سیٹ پیش کیا گیا۔

قرآنی تصورِ خلافت ــــ مذاکرہ کا انعقاد

۲۴ راگست ہفتہ کے روز ادارہ تحقیقاتِ اسلامی نے "قرآنی تصورِ خلافت" کے موضوع پر یہاں ایک مذاکرہ منعقد کرایا۔ سیلون اور ایران سے آنے والے دانش وروں نے بھی اس میں شرکت کی۔

مذاکرے کا افتتاح جناب ڈاکٹر منظور الدین احمد ریڈر پولیٹیکل سائنس کراچی یونیورسٹی

۷ ۔ کمپنی کے منافع کی رقم کو امداد، تبرع اور احسان قرار دینا ممکن ہے یا نہیں؟

۸ ۔ دارالحرب کا مسلمان اپنی ملکی کمپنیوں کے ساتھ معاملہ کرے تو کیا جائز ہوگا؟

۹ ۔ حکومت کے انشورنس کے کاروبار اور نجی کمپنیوں کے اس معاملے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

۱۰ ۔ حکومت کے اس معاملے میں سود کی رقم کو ربا کہیں گے یا نہیں اور یہ معاملہ کیا جائز ہوگا؟

۱۱۔ اور ۱۲ کے تحت منافع کی رقم حکومت سے لے کر حکومت کے ٹیکس یا کسی دوسری مد میں دینا یا بغیر نیت ثواب کسی کو دینا جائز ہوگا یا نہیں نیز انشورنس کی مروجہ شکل میں جواز کے لئے ترمیم ہو سکتی ہے یا نہیں؟

اس سوالنامے کا پہلا جواب مخدوم و محترم مولانا شفیع صاحب کا تحریر کردہ ہے جس کی تصدیق میں چھ مشاہیر علماء کے دستخط ہیں۔ یہ جواب صفحات ۱۲ ۔ ۲۲ پر مشتمل ہے ۔ دوسرا جواب مفتی ولی حسن ٹونکی کا تحریر کردہ ہے اور صفحات ۲۳ ۔ ۶۴ پر مشتمل ہے ۔ آخر میں ایک ضمیمہ میں بیمہ کمپنیوں کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تاکہ فتاوی کے انتساب و استعمال میں کسی قسم کا بیجا تصرف نہ کریں۔

مخدوم و محترم مفتی صاحب کے جواب باصواب کے متعلق کچھ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی اور سوالوں کے جواب میں ان کی تحریر ہمارے لئے سند ہے ۔

البتہ نفس مسئلہ کے متعلق بعض حقائق کی وضاحت کم از کم یہ ہیچمدان ضروری سمجھتا ہے تاکہ ہر طبقے کے اہل علم کو اطمینان نصیب ہو اور ممکن ہے کہ بعض اہل علم حضرات ان کے متعلق کچھ مزید راہنمائی فرمائیں:۔

۱ ۔ یہ بات واضح ہے کہ ربا کسی حال میں حلال نہیں ہو سکتا اور قرآن پاک نیز حدیث نبوی ؐ سے اس کے سارے اقسام کی حرمت بیّن طور پر واضح کردی گئی ہے یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ تجارتی کاروبار کے منافع حلال ہیں اور ربا نہیں ۔

۲ ۔ پاکستان ایک اسلامی جمہوری حکومت ہے جہاں اور سارے مسلم نیز غیر مسلم ممالک کی طرح مغربی طرز تجارت مغربی قوانین اور بینک کے قواعد نافذ ہیں۔ اور سارے عالم کے بینک اپنے کاروباری اصول وضوابط میں عالمی بینک (ورلڈ بینک) سے پوری طرح منسلک ہیں ۔

۳ ۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ پاکستان کے اسٹیٹ بینک کے اصول کے ملک کے سارے بینک پابند ہیں نیز یہاں کے تجارتی اصول یا بینک کے قوانین وضوابط حکومت سے منظور شدہ ہیں ساتھ ہی یہاں کے بینکوں اور انشورنس کمپنیوں میں حکومت کا حصہ دو تہائی ہے اور بقیہ حصہ بھی حکومت کی اجازت واختیار سے حکومت کے

منشا کے مطابق تصرف میں لایا جاتا ہے۔ کہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ حکومت کے منظور شدہ قوانین و اصول کے مطابق سارے بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کے معاملات تعاون باہمی کی بنیاد پر جاری ہیں اور لوگوں کے حقوق و رقوم کی حفاظت کی ضمانت ان کا اولین فریضہ ہے۔ اگر کسی قسم کی کچھ بدعنوانی پائی جاتی ہے تو یہ چیز کم و بیش حکومت کے تقریباً سارے محکموں او سا داروں میں عام ہے جس کا لحاظ عمومی طور پر نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا شمار اتفاقات میں ہوگا۔ یہ بدنظمی الگ چیز ہے جس کا اثر نفس قانون پر نہیں پڑتا۔

۵ - یہ حقیقت ہے کہ بینک کے بعض موجودہ طریقے اور ان کے سارے معاملات اسلامی اصول تجارت اور اسلام کے مباح معاملات کے معیار پر پوری طرح پورے نہیں اترتے اور ان کے بعض معاملات اسلام کے سراسر منافی ہیں مثلاً قمار کی بعض منظور شدہ شکلیں اسٹاک اکسچینج سٹہ وغیرہ یا بینکوں کے قرض کے معاملات جن میں زائد رقم کا لین دین جو بظاہر ربا سمجھا جاتا ہے۔

۶ - اسلام نے بعض ایسے معاملات کو جن میں عادتاً فساد کا شائبہ نہ تھا جیسے بیع سلم ہے مباح قرار دیا ہے بنابریں حکومت کے محدود کئے ہوئے منظور شدہ قوانین کے ماتحت ترقیاتی قرض کے لین دین میں جو حقیقت میں کاروبار کی ایک شکل ہے اور حوائج اصلیہ کی فراہمی کے لئے یہ معاملہ نہیں کیا جا رہا ہے اور اس معاملے میں فساد معاشرہ کا خوف بھی نہیں ہے کہ یہ ملکی قوانین کے مطابق اور اسلام کے بعض مباح معاملات کے مثل ہے اس قانونی رقم کو ربا کہا جائے گا یا نہیں یہ سوال اس لئے غور طلب ہے کہ عصر جاہلیت کے ربا کے معاملات سے یہ بالکل مختلف ہے اس لحاظ سے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایسے معاملات اجتماعی منصوبے نہیں تھے اور ان کا تعلق افراد سے تھا اور وقت واجل کے مقابل میں زائد رقم دونا کرتے جاتے تھے اور ان کے لئے کوئی قاعدہ قانون مقرر نہ تھا بلکہ سراسر ظلم کے من مانے طریقے تھے۔ آج بھی ایسے معاملات ممنوع ہیں اور حکومت بھی ربا بمعنی USUARY (سود) کو حرام قرار دیتی ہے۔ البتہ آج کل عرف عام میں حکومت کے منظور کردہ فیس یا انٹرسٹ کے مقررہ نرخ کو ترقیاتی قرض کے معاملات میں ناجائز تصور نہیں کیا جاتا کہ یہ معاملات اجتماعی طور پر رائج ہیں اور افراد کے ساتھ مخصوص نہیں سارے لوگوں کے لئے عام ہے۔

۷ - رسالہ "پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ" میں صفحہ چھ کی ابتدا میں مفتی صاحب رقم طراز ہیں ..."اب اگر محکمہ اپنے حاصل کردہ منافع میں سے یا خود اپنی طرف سے اس رقم پر کچھ مزید رقم سود کے نام سے بڑھاتا ہے تو شرعاً وہ سود کی تعریف میں داخل نہیں بلکہ محکمہ کی طرف سے ایک انعام ہے جو ملازم کو دیا جاتا ہے اس لئے

ان دسوں گذارشات پر جن میں حقیقت امر کا اظہار کیا گیا ہے اگر مزید غور کیا جائے تو امید ہے کہ حضرت مفتی صاحب کا جواب مختلف نوعیت کا ہوگا اور ان کے دوسرے رسالے "پراویڈنٹ فنڈ" کے حکم کی وضاحت مزید ہو جائے گی۔

اقتصادیات سے باخبر حضرات جن کو انشورنس نیز پاکستان بینکنگ سسٹم سے کماحقہ واقفیت ہے اور جن کو اسلامی احکام سے بھی بڑی حد تک تعلق ہے ضرور ان دونوں فتووں کے مختلف ہونے پر تعجب کا اظہار کریں گے کیونکہ معاملات کی حد تک دونوں کی اصل میں بڑی یگانگت ہے اور کاروباری نیز مالی لحاظ سے ایک ہی مرکز سے منسلک ہیں۔ سوالات کی نوعیت کی بنا پر نیز مفروضات مندرجہ کی روشنی میں جواب کا [illegible] ہوا کہ [illegible] کی بات نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ پاکستان میں اسلامی احکام جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور حکومت کو پورا احساس ہے کہ صحیح اسلامی طریقے پر سارے معاملات کے لئے قوانین مرتب کئے جائیں۔

امید ہے کہ دیگر اہل علم حضرات اور خصوصاً علماء کرام اس عظیم مہم میں حکومت سے تعاون کریں گے اور ان معروضات پر غور فرمائیں گے اور صحیح رہنمائی کر کے ممنون و مشکور بنائیں گے۔

وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکّلت والیہ انیب (محمد صغیر حسن معصومی)

بقیہ :- **اخبار**

کے لیکچر سے ہوا۔ بعد ازاں اسلام میں تصوّرِ خلافت اور قیامِ خلافت پر بحث و تمحیص کی گئی۔ ادارہ کے دانش وروں کے علاوہ، ایران کے جناب پروفیسر حمید عنایت اور سیلون کے جناب اے۔ٹی۔ایم۔ شِوَر دین (A.T.M. SIVARDEEN) نے بھی بحث میں حصہ لیا۔

جناب پروفیسر عنایت، تہران یونیورسٹی میں قانون کی فیکلٹی کے سرکردہ ممبر ہیں۔ جناب شِوَر دین بھی کولمبو کے مشہور و معروف قانون دان ہیں۔ ہر دو دانش ور، "بین الاقوامی صورتحال اور عالمی امن" کے موضوع پر، اسلام آباد یونیورسٹی میں ہونے والے مذاکرے میں بغرضِ شمولیت تشریف لائے تھے۔

ہر دو غیر ملکی معزز مہمان جب ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں تشریف لائے۔ تو جناب ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی صاحب ایکٹنگ ڈائرکٹر ادارہ ھذا نے ان کو ادارے کے کئی شعبہ جات دکھائے۔ اور ادارے کے قلیل المیعاد اور طویل المیعاد منصوبوں سے، جس پر ادارے میں اس وقت کام ہو رہا ہے، ان کو واقفیت بہم پہنچائی۔

(انوار صولت)۔

اس کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے غلطی سے اس کا نام "سود" رکھ دینا مسئلہ پر اثر انداز نہیں"

چونکہ حکومت پاکستان کے سرکاری یا منظور شدہ سرکاری محکمے اور بینک سب حکومت کے اسٹیٹ بینک کے تابع ہیں اور سب کے معاملات ایک جیسے ہیں اور سب کا تعلق باہمی جاری وساری ہے اس لئے بینک ہو یا ڈاکخانہ یا ملازمت کا محکمہ منافع کی قانونی رقم جو دی جاتی ہے یا بطور فیس لی جاتی ہے کیا یہ صحیح نہ ہوگا کہ ہم اس کو بھی "سود" یا "ربا" نہ کہیں بلکہ "حسن ادا"۔ "انعام" یا "فیس" یا سیونگ بینک کی شکل میں اپنی رقم کے حصے (سہام و مساہمت) کی "منفعت" سے تعبیر کریں؟ سیونگ بینک کی رقم کو شرائط بینک کے لحاظ سے نہ قرض کہنا صحیح ہے نہ امانت بلکہ بینک کو غیر معینہ مدت کے لئے اس کا مالک بنانا ہے۔ البتہ قواعد کے موافق یہ رقم عندالطلب واپس لی جاسکتی ہے جیساکہ شرکت اور مضاربت کے معاملوں میں بھی یہ ممکن ہے۔

۸۔ رسالہ "بیمہ زندگی" صفحہ ۱۴ آخری سطریں: "(ج) تینوں قسم کے بیموں میں جو یہ شرط ہے کہ جو شخص کچھ رقم بیمہ پالیسی کی جمع کرنے کے بعد باقی قسطوں کی ادائیگی بند کردے اس کی جمع کردہ رقم سوخت ہو جاتی ہے، یہ شرط خلاف شرع اور ناجائز ہے قواعد شرعیہ کی رو سے اس کو تکمیل معاہدہ پر مجبور تو کیا جاسکتا ہے اور عدم تعمیل کی صورت میں کوئی تعزیری سزا بھی دی جاسکتی ہے الخ۔"

اس عبارت میں جس شرط کا ذکر کیا گیا ہے یہ شرط تقریباً ۱۹۲۶ء کے لگ بھگ بیمہ کمپنیوں کے یہاں رائج تھی لیکن حکومت پاکستان جیساکہ قبل بیان کیا جاچکا ہے ساری بیمہ کمپنیوں میں دو تہائی کی سہیم (حصہ دار) ہے اور تیسری تہائی پر بھی اپنی نظر رکھتی ہے اس میں حکومت کی مرضی کے خلاف بینک یا کمپنی والے کوئی تصرف نہیں کرسکتے۔ آج کل بیمہ کمپنیوں کا "حکومت پاکستان کا منظور شدہ قانون" یہ ہے کہ کسی پالیسی کی ادائیگی قبل از وقت روک دی جائے تو کمپنی صرف دس فی صد وضع کرسکتی ہے اور بقیہ رقم کی واپسی کمپنی پر لازم ہے بنابریں خلاف شرع ہونے کا حکم ظاہر نہیں ہوتا۔

۹۔ رسالہ "بیمہ زندگی" صفحہ ۱۶: "(۷) جائز ہے ...." اس عبارت سے صندوق التوفیر یا سیونگ بینک کی صورت کا جواز بھی ظاہر ہوتا ہے۔

۱۰۔ رسالہ "بیمہ زندگی" صفحہ ۱۶: "(۸) تبرع اور احسان کی کوئی علامت یہاں موجود نہیں ....

چونکہ حکومت نے ساری رعایا کی امداد و اعانت کے لئے بیمہ کمپنیوں کی ضمانت لے لی ہے اور اس وقت ساری کمپنیاں ملکی یا خارجی حکومت پاکستان کی سرپرستی اور ذمہ داری پر قائم ہیں اس لئے یہ مفروضہ خلاف واقعہ ہے۔